از مولانا محمد عبد المنتقم سلہٹی

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی عہد ساز شخصیت ہمارے لئے ناقابل فراموش ہے ان کے علمی، تحقیقی اور شاندار سیاسی کارنامے اسلام کی سنہری تاریخ کا جگمگاتا ہوا حصہ ہیں، عملی زندگی کے آغاز میں انہوں نے اپنے بے مثال علم و فضل کا لوہا اہل زمانہ سے منوا لیا تھا، دیوبند اور ڈھابیل میں ہزاروں تشنگان علوم ان سے سیراب ہوئے، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ ۱۹۲۱ء کے شروع میں مالٹا کی نظربندی سے رہا ہو کر جب اپنے خدام کے ہمراہ جن میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی بھی تھے، واپس آئے تو عقیدت مندوں نے ہر سمت سے ان کو بلایا مگر جسمانی نقاہت اور علالت طبع کے باعث حضرت شیخ الہند کے لئے ان دعوتوں میں حاضر ہونا مشکل تھا، اس موقع پر حضرت اپنے قائم مقام اور ترجمان کی حیثیت سے علامہ شبیر احمد عثمانی ہی کو بھیجتے رہے۔ یہ علامہ کے لئے باعث فخر و اعزاز اور سعادت دارجمندی کی سند ہے .... حضرت شیخ الہند کی نیابت میں علامہ نے قرآن کریم کی جو مختصر تفسیر لکھی، اس کی جامعیت اور قدر و قیمت کا صحیح اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب تمام مفصل تفاسیر کی ورق گردانی کے بعد اس کا مطالعہ کیا جائے۔ انہوں نے فتح الملہم کے نام سے علم حدیث کی شہرہ آفاق کتاب مسلم شریف کی جو وقیع اور محققانہ شرح اپنی طویل کاوشوں کے نتیجے میں تصنیف فرمائی، اس نے پورے عالم اسلام سے زبردست خراج تحسین وصول کیا، وہ اپنے عہد کے سب سے بڑے متکلم تھے، اسلامی نظریات و عقائد کو انہوں نے دل نشین انداز میں استدلال کی جس بھرپور قوت کے ساتھ پیش کیا، اس کی مثال تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔

تحریک پاکستان میں علامہ شبیر احمد عثمانی کی قیادت میں علماء کرام کی ایک بہت بڑی تعداد نے عملاً حصہ لیا، کلکتہ میں ۱۹۴۵ء میں ہر مکتب فکر کے علماء ہند کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا، اس میں علامہ شبیر احمد عثمانی کے نہایت بلیغ و مدبرانہ پیغام نے مسلم لیگ کی تحریک میں ایک نئی روح پھونک دی تھی، چنانچہ اسی کانفرنس میں حامی پاکستان علماء کی جماعت "جمعیت علماء اسلام" کا قیام عمل میں آیا اور علامہ شبیر احمد عثمانی کو اس تنظیم کا سربراہ چنا گیا، آپ نے باوجود جسمانی کمزوری و بیماری کے اس منصب کو ملک و ملت کے عظیم تر مفاد کی خاطر قبول کیا اور پورے ملک کا دورہ کیا۔ میرٹھ، دہلی، پشاور، مردان، حیدر آباد مدراس وغیرہ میں تاریخی کانفرنسیں منعقد ہو گئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے رفقاء مولانا ظفر احمد عثمانی، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع اور مولانا اطہر علی رحمۃ اللہ علیہم جیسے بزرگان دین اور کہنہ مشق سیاسی و دینی رہنماؤں کی مسلسل جدوجہد اگر تحریک پاکستان میں شامل نہ ہوتی تو پاکستان کا نظریاتی تشخص کبھی اجاگر نہ ہوتا۔

صوبہ سرحد اور سلہٹ میں ریفرنڈم جیتنا کوئی آسان بات نہ تھی، لیکن علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی کی قیادت میں یہ مہم شبانہ روز کوششوں کے بعد کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ قیام پاکستان کے وقت کراچی میں علامہ شبیر احمد عثمانی اور ڈھاکہ میں مولانا ظفر احمد عثمانی کے ہاتھوں قومی پرچم لہرانے کا تاریخی واقعہ دراصل ان حضرات کے ان قابل فراموش کارناموں کا عملی اعتراف تھا، جو انہوں نے قیام پاکستان میں انجام دیئے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی کی علمی بصیرت اور بے پایاں فکری صلاحیتوں نے ۱۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو قرارداد مقاصد کے نام سے دستور سازی کے بنیادی اصول اسمبلی سے منظور کرائے۔ ہمارے نظام تعلیم کو ایک آزاد و خود مختار اسلامی مملکت کے شایان شان بنانے کی مہم بھی علامہ عثمانی نے مختلف انداز سے جاری رکھی۔

ملک و مملکت کے لئے بے مثال قربانیاں پیش کر کے علامہ عثمانی ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء کو اس حالت میں اس جہان آب و گل سے رخصت ہوئے کہ ان کا کوئی ذاتی مکان تھا نہ کوئی بینک بیلنس لیکن ہماری ستم ظریفی دیکھئے کہ سیاسی اور سرکاری حلقوں نے پاکستان کے اس بے لوث خدمت گار کو اس طرح بھلا دیا کہ آج قومی سطح پر مرحوم کے ذکر خیر کا کوئی اہتمام تک نہیں ہوتا۔